وَأَنفِقُوا مِن مَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ

اور خرچ کرو کچھ ہمارا دیا، اس سے پہلے کہ پہنچے کسی کو تم میں موت ،

تفسیر ابن کثیر

علامہ عماالدین ابن کثیر

مترجم

مولانا محمد صاحب جونا گڑھی

الْمُنَافِقُونَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

منافقوں کی مذمت:

إِذَا جَاءكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ ...

تیرے پاس جب منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم اس بات کے قائل ہیں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں،

اللہ تعالیٰ منافقوں کے نفاق کو ظاہر کرتا ہے کہ گو یہ تیرے پاس آ کر قسمیں کھا کھا کر اپنے اسلام کا اظہار کرتے ہیں۔ تیری رسالت کا اقرار کرتے ہیں مگر دراصل دل کے کھوٹے ہیں۔

... وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ ...

اللہ جانتا ہے کہ یقیناً تو اسکا رسول ہے۔

... وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ (١)

اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق قطعاً جھوٹے ہیں۔

فی الواقع آپ رسول اللہ ہیں' انکا یہ قول بھی ہے مگر چونکہ دل میں اسکا کوئی اثر نہیں لہٰذا یہ جھوٹے ہیں' اس بات میں کہ یہ تجھے رسول مانتے ہیں۔

اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ ...

انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے۔ پس اللہ کی راہ سے رک گئے'

... إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (٢)

بے شک برا ہے وہ کام جو یہ کر رہے ہیں۔

یہ سچے ہونے کے لیے کو قسمیں کھائیں لیکن آپ یقین نہ کیجئے یہ قسمیں تو انکے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے یہ تو اپنے جھوٹ کو سچ بنانے کا ایک ذریعہ ہیں۔

مقصد یہ ہے کہ مسلمان ان سے ہوشیار رہیں کہیں انہیں سچا ایماندار سمجھ کر کسی بات میں انکی تقلید نہ کرنے لگیں کہ یہ اسلام کے رنگ میں کفر کرا دیں۔ یہ اللہ کی راہ سے دور اور بداعمال لوگ ہیں۔

ضحاک کی قرأت میں **إيمانهم** الف زیر کے ساتھ ہے تو مطلب یہ ہوگا:

انہوں نے اپنی ظاہری تصدیق کو اپنے لیے تقیہ بنا لیا ہے کہ قتل سے اور حکم کفر سے دنیا میں بچ جائیں۔

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ...

یہ اس سبب سے ہے کہ یہ ایمان لا کر پھر کافر ہو گئے

... فَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ (٣)

پس انکے دلوں پر مہر کر دی گئی اب یہ نہیں سمجھتے۔

یہ نفاق انکے دلوں میں اس گناہ کی شومی کے باعث رچ گیا ہے کہ ایمان سے گھوم کر کفر کی طرف اور ہدایت سے ہٹ کر ضلالت کی جانب آ گئے ہیں' اب دلوں پر مہر اللہ لگ چکی ہے اور بات کی تہہ کو پہنچنے کی قابلیت سب سلب ہو چکی ہے۔

وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ ...

جب تو انہیں دیکھے تو انکے جسم تجھے خوش نما معلوم ہوں'

... وَإِن يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ...

وہ جب باتیں کرنے لگیں تو تُو انکی باتوں پر اپنے کان لگا لے

... كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ يَحْسَبُونَ ...

گویا کہ یہ لکڑیاں ہیں سہارے سے لگائی ہوئیں

... كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ...

ہر سخت آواز کو اپنی ہی بلا کی سمجھتے ہیں۔

بظاہر تو خوش رو خوش کو ہیں اس فصاحت اور بلاغت سے گفتگو کرتے ہیں کہ خواہ مخواہ دوسرے کا دل اٹکا لیں لیکن باطن میں بڑے کھوٹے بڑے کمزور دل والے نامرد اور بدنیت ہیں۔ جہاں کوئی واقعہ بھی رونما ہوا اور سمجھ بیٹھے کہ ہائے مرے، اور جگہ ہے:

أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ

فَإِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ تَدورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِى يُغْشَى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُم بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ

أُوْلَـئِكَ لَمْ يُؤْمِنُواْ فَأَحْبَطَ اللَّهُ أَعْمَـلَهُمْ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيراً (33:19)

تمہارے مقابلہ میں بخل کرتے ہیں۔

پھر جس وقت خوف ہوتا ہے تو تمہاری طرف اس طرح آنکھیں پھیر پھیر کر دیکھتے ہیں گویا کسی شخص پر موت کی بے ہوشی طاری ہے پھر جب خوف چلا جاتا ہے تو تمہیں اپنی بدکلامی سے چھید ڈالتے ہیں اور مال غنیمت کی حرص میں نہ کہنے کی باتیں کہہ گزرتے ہیں۔

یہ بے ایمان ہیں انکے اعمال غارت ہیں اللہ پر یہ امر نہایت ہی آسان ہے۔

... هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ...

یہی حقیقی دشمن ہیں ان سے بچتا رہ

... قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ (٤)

اللہ انہیں غارت کرے کہاں سے پھرے جاتے ہیں۔

پس انکی یہ آوازیں خالی پیٹ کے ڈھول کی بلند بانگ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں' یہی تمہارے دشمن ہیں انکی چکنی چپڑی باتوں اور ثقہ اور مسکین صورتوں کے دھوکہ میں نہ آ جانا۔ اللہ انہیں برباد کرے۔

ذرا سوچیں تو کیوں ہدایت کو چھوڑ کر بے راہی پر چل رہے ہیں؟

مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

إِنَّ لِلْمُنَافِقِينَ عَلَامَاتٍ يُعْرَفُونَ بِهَا:

منافقوں کی بہت سی علامتیں ہیں جن سے وہ پہچان لئے جاتے ہیں۔

تَحِيَّتُهُمْ لَعْنَةٌ وَطَعَامُهُمْ نُهْبَةٌ وَغَنِيمَتُهُمْ غُلُولٌ

- انکا سلام لعنت ہے'
- انکی خوراک لوٹ مار ہے'
- انکی غنیمت حرام اور خیانت ہے'

لَا يَقْرَبُونَ الْمَسَاجِدَ إِلَّا هَجْرًا، وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا دَبْرًا، مُسْتَكْبِرِينَ

- وہ مسجدوں کی نزدیکی ناپسند کرتے ہیں'
- وہ نمازوں کے لیے آخری وقت آتے ہیں'
- تکبر اور نخوت والے ہوتے ہیں'

لَا يَأْلَفُونَ وَلَا يُؤْلَفُونَ،

- نرمی اور سلوک تواضع اور انکساری سے محروم ہوتے ہیں'
- نہ خود ان کاموں کو کریں نہ دوسروں کے ان کاموں کو وقعت کی نگاہ سے دیکھیں'

خُشُبٌ بِاللَّيْلِ صُخُبٌ بِالنَّهَارِ

رات کی لکڑیاں اور دن کے شور وغل کرنے والے۔

وفِي رِوَايَةٍ سُخُبٌ بِالنَّهَارِ

اور روایت میں ہے:

دن کو خوب کھانے پینے والے اور رات کو خشک لکڑی کی طرح پڑ رہنے والے۔

منافقوں کی بد خصلتیں:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ ...

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ تمہارے لئے اللہ کے رسول استغفار کریں تو اپنے سر مٹکاتے ہیں

... لَوَّوْا رُؤُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُم مُّسْتَكْبِرُونَ (٥)

اور تو دیکھے گا کہ وہ تکبر کرتے ہوئے رک جاتے ہیں۔

ملعون منافقین کا ذکر ہو رہا ہے کہ انکے گناہوں پر جب ان سے سچے مسلمان کہتے ہیں کہ آؤ رسول کریمؐ تمہارے لئے استغفار کریں گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرما دیگا تو یہ تکبر کے ساتھ سر ہلانے لگتے ہیں اور اعراض کرتے ہیں اور رک جاتے ہیں۔

سَوَاء عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ...

انکے حق میں آپ کا استغفار کرنا اور نہ کرنا دونوں برابر ہے' اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز نہ بخشے گا۔

... إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (٦)

بے شک اللہ تعالیٰ ایسے نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اسکا بدلہ یہی ہے کہ اب انکے لیے بخشش کے دروازے بند ہیں نبی کا استغفار بھی انہیں کچھ نفع نہ دیگا۔ بھلا ان فاسقوں کی قسمت میں ہدایت کہاں؟

سورہ توبہ میں بھی اسی مضمون کی آیت گزر چکی ہے اور وہیں اسکی تفسیر اور ساتھ ہی اس کے متعلق کی حدیثیں بھی بیان کر دی گئیں ہیں۔

هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنفِقُوا عَلَى مَنْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنفَضُّوا ...

یہی وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ کے پاس ہیں انہیں کچھ نہ دو یہاں تک کہ وہ ادھر اُدھر چلے جائیں۔

وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ (٧)

آسمان اور زمین کے کل خزانے اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں لیکن یہ منافق بے سمجھ ہیں۔

يَقُولُونَ لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ ...

یہ کہتے ہیں کہ اگر اب لوٹ کر مدینہ جائیں گے تو ہر عزت والا وہاں سے ذلت والے کو نکال دے گا'

وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ (٨)

سنو عزت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اور اسکے رسول کے لیے اور ایمانداروں کے لیے ہے'

لیکن یہ منافق بے علم ہیں۔

سیرت محمد بن اسحاق میں ہے کہ عبداللہ بن ابی سلول اپنی قوم کا بڑا شخص تھا۔ جب نبیؐ جمعہ کے دن خطبہ کے لیے منبر پر بیٹھتے تھے تو یہ کھڑا ہو جاتا تھا اور کہتا تھا لوگو یہ ہیں اللہ کے رسول جو تم میں موجود ہیں جنکی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہارا اکرام کیا اور تمہیں عزت دی اب تم پر فرض ہے کہ تم انکی مدد کرو اور انکی عزت و تکریم کرو آپؐ کا فرمان سنو اور جو فرمائیں بجالاؤ۔

یہ کہہ کر بیٹھ جایا کرتا تھا۔ احد کے میدان میں اسکا نفاق کھل گیا اور یہ وہاں سے حضورؐ کی کھلی نافرمانی کر کے تہائی لشکر کو لے کر مدینہ کو واپس لوٹ آیا۔

عبداللہ بن ابی کا واقعہ:

حضرت قتادہؓ اور حضرت سعدیؒ فرماتے ہیں یہ آیت عبداللہ بن ابی کے بارے میں اتری ہے۔

واقعہ یہ تھا کہ اسی کی قوم کے ایک نوجوان مسلمان نے اسکی ایسی ہی چند بری باتیں رسول اللہؐ تک پہنچائی تھیں' حضورؐ نے اسے بلوایا تو یہ صاف انکار کر گیا اور قسمیں کھا گیا۔ انصاریوں نے اس صحابی کو ملامت اور ڈانٹ ڈپٹ کی اور اسے جھوٹا جانا' اس پر یہ آیتیں اتری اور اس منافق کی جھوٹی قسموں کا اور اس نوجوان صحابیؓ کی سچائی کا اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا۔

اب اس سے کہا گیا کہ تو چل اور رسول اللہؐ سے استغفار کر تو اس نے انکار کے لہجے میں سر ہلا دیا اور نہ گیا۔

ابن ابی حاتم میں ہے کہ رسول اللہؐ کی عادت مبارک تھی کہ جس منزل پر اترتے وہاں سے کوچ نہ کرتے جب تک نماز نہ پڑھ لیں۔ غزوہ تبوک میں حضورؐ کو خبر پہنچی کہ عبداللہ بن ابی کہہ رہا ہے کہ ہم عزت والے ان ذلت والوں کو مدینہ پہنچ کر نکال دیں گے۔ پس آپؐ نے آخری دن میں اترنے سے پہلے ہی کوچ کر دیا۔

اس سے کہا گیا کہ حضورؐ کے پاس جا کر اپنی خطا کی معافی اللہ سے طلب کر۔ اسکا بیان اس آیت میں ہے۔

اسکی اسناد ابن جبیرؒ تک تو صحیح ہے لیکن یہ کہنا کہ واقعہ غزوہ تبوک کا ہے اس میں نظر ہے بلکہ یہ ٹھیک نہیں ہے اس لیے کہ عبداللہ بن ابی سلول تو اس غزوہ میں تھا ہی نہیں بلکہ لشکر کی ایک جماعت لے کر یہ تو لوٹ گیا تھا۔

کتب سیر و مغازی کے مصنفین میں یہ تو مشہور ہے کہ یہ واقع غزوہ مریسیع یعنی غزوہ بنو المصطلق کا ہے۔

چنانچہ اس قصہ میں حضرت محمد بن یحییٰ بن حبان اور حضرت عبداللہ بن ابوبکر اور عاصم بن عمر بن قتادہؓ سے مروی ہے کہ اس لڑائی کے موقع پر حضورؐ کا ایک جگہ قیام تھا وہاں حضرت جہجاہ بن سعید غفاری اور حضرت سنان بن یزید کا پانی کے ازدحام پر کچھ جھگڑا ہو گیا۔ جہجاہ حضرت عمرؓ کے کارندے تھے۔

جھگڑے نے طول پکڑا۔ سنان نے انصاریوں کو اپنی مدد کے لیے آواز دی اور جہجاہ نے مہاجرین کو' اس وقت حضرت زید بن ارقمؓ وغیرہ انصار کی ایک جماعت عبداللہ بن ابی کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے جب یہ فریاد سنی تو کہنے لگا:

> لو ہمارے ہی شہروں میں ان لوگوں نے ہم پر حملے شروع کر دیئے۔ اللہ کی قسم ہماری ان قریشیوں کی مثال وہی ہے جو کسی نے کہا ہے کہ اپنے کتے کو موٹا تازہ کرتا کہ تجھے ہی کاٹے۔ اللہ کی قسم اگر ہم لوٹ کر مدینہ گئے تو ہم ذی مقدور لوگ ان بے مقدوروں کو وہاں سے نکال دیں گے۔

پھر اسکی قوم کے جو لوگ اسکے پاس بیٹھے تھے ان سے کہنے لگا:

یہ سب آفت تم نے خود اپنے ہاتھوں اپنے اوپر لی ہے تم نے انہیں اپنے شہر میں بسایا تم نے انہیں اپنے مال کا آدھوں آدھ حصہ دیا اب بھی اگر تم انکی مالی امداد نہ کرو تو یہ خود تنگ آ کر مدینہ سے نکل بھاگیں گے۔

حضرت زید ارقمؓ نے یہ تمام باتیں سنیں۔ آپ اس وقت بہت کم عمر تھے سیدھے سرکار نبوت میں حاضر ہوئے اور کل واقعہ بیان فرمایا۔ اس وقت آپؐ کے پاس عمر بن خطابؓ بھی بیٹھے ہوئے تھے غضبناک ہو کر فرمانے لگے یا رسول اللہ! عباد بن بشر کو حکم فرمایئے کہ اسکی گردن الگ کر دے۔ حضورؐ نے فرمایا:

فَكَيْفَ إِذًا تَحَدَّثَ النَّاسُ يَا عُمَرُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ،

لَا، وَلَكِنْ نَادِ يَا عُمَرُ الرَّحِيلَ

پھر تو لوگوں میں یہ مشہور ہو جائے گا کہ محمدؐ اپنے ساتھیوں کی گردنیں مارتے ہیں۔ یہ ٹھیک نہیں جاؤ لوگوں میں کوچ کی منادی کر دو۔

عبداللہ بن ابی کو جب یہ معلوم ہوا کہ اسکی گفتگو کا علم آنحضرتؐ کو ہو گیا ہے تو بہت سٹ پٹایا اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت اور حیلے حوالے تاویل اور تحریف کرنے لگا اور قسمیں کھا گیا کہ میں نے ایسا ہرگز نہیں کیا۔ چونکہ یہ شخص اپنی قوم میں قوی با عزت اور باوقعت تھا اور لوگ بھی کہنے لگے حضور شاید اس بچے نے ہی غلطی کی ہوا سے وہم ہو گیا ہو واقعہ ثابت تو ہوتا نہیں۔ حضورؐ وہاں سے جلدی ہی کوچ کے وقت سے پہلے ہی تشریف لے چلے۔

راستے میں اسید بن حضیرؓ ملے اور آپؐ کی شان نبوت کے قابل با ادب سلام کیا پھر عرض کی کہ حضور آج کیا بات ہے جو وقت سے پہلے ہی جناب نے کوچ کیا۔

حضورؐ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں ہوا کہ تمہارے ساتھی ابن ابی نے کیا کہا' وہ کہتا ہے کہ مدینہ جا کر ہم عزیزان ذلیلوں کو نکال دیں گے۔

حضرت اسیدؓ نے کہا یا رسول اللہ عزت والے آپؐ ہیں اور ذلیل وہ ہے۔ یا رسول اللہ آپ اسکی باتوں کا خیال بھی نہ فرمایئے دراصل یہ بہت جلا ہوا ہے' سنئے کہ اہل مدینہ نے اسے سردار بنانے پر اتفاق کر لیا تھا تاج تیار ہو رہا تھا کہ اللہ رب العزت آپکو لایا' اسکے ہاتھ سے ملک نکل گیا پس یہ چراغ پا ہو رہا ہے۔

حضورؐ چلتے ہی رہے' شام ہوئی' رات ہوئی' صبح ہوئی یہاں تک کہ دھوپ میں تیزی آ گئی تب آپؐ نے پڑاؤ کیا تا کہ لوگ اس بات پر پھر نہ الجھ جائیں۔ چونکہ تمام لوگ تھکے ہارے اور رات کے جاگے ہوئے تھے اترتے ہی سب سو گئے۔ ادھر یہ سورت نازل ہوئی۔ سیرت ابن اسحاق

سیرت محمد بن اسحاق میں ہے کہ عبداللہ بن ابی منافق کے بیٹے حضرت عبداللہؓ جو پکے سچے مسلمان تھے' اس واقعہ کے بعد آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گزارش کی یا رسول اللہ میں نے سنا ہے کہ میرے باپ نے جو بکواس کی ہے اسکے بدلے آپ اسے قتل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر یونہی ہے تو اسکے قتل کا حکم آپ کسی اور کو نہ دیجئے میں خود جاتا ہوں اور ابھی اسکا سر آپکے قدموں تلے ڈالتا ہوں' قسم اللہ کی قبیلہ خزرج کا ایک ایک شخص جانتا ہے کہ مجھ سے زیادہ کوئی بیٹا اپنے باپ سے احسان وسلوک اور محبت

وعزت کرنے والا نہیں (لیکن میں فرمان رسولؐ پر اپنے پیارے باپ کی گردن مارنے کو تیار ہوں) اگر آپ نے کسی اور کو یہ حکم دیا اور اس نے اسے مارا تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں جوش انتقام میں میں اسے نہ مار بیٹھوں اور ظاہر ہے کہ اگر یہ حرکت مجھ سے ہوگئی تو میں ایک کافر کے بدلے ایک مسلمان کو مار کر جہنمی بن جاؤں گا آپ میرے باپ کے قتل کا حکم مجھے دیجئے۔

آپؐ نے فرمایا نہیں میں اسے قتل کرنا نہیں چاہتا ہم تو اس سے نرمی برتیں گے اور اسکے ساتھ حسن سلوک کریں گے جب تک وہ ہمارے ساتھ ہے۔

حضرت عکرمہؓ اور حضرت ابن زیدؓ کا بیان ہے:

جب حضورؐ اپنے لشکروں سمیت مدینے پہنچے تو اس منافق عبداللہ بن ابی کے لڑکے حضرت عبداللہؓ مدینہ کے دروازے پر کھڑے ہو گئے تلوار کھینچ لی لوگ مدینے میں داخل ہونے لگے یہاں تک کہ انکا باپ آیا تو یہ فرمانے لگے پرے رہو مدینہ میں نہ جاؤ۔

اسنے کہا کیا بات ہے مجھے کیوں روک رہا ہے؟

حضرت عبداللہؓ نے فرمایا تو مدینہ نہیں جا سکتا جب تک کہ اللہ کے رسولؐ تیرے لئے اجازت نہ دیں عزت والے آپؐ ہی ہیں اور تو ذلیل ہے۔ یہ رک کر کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ رسول اللہؐ تشریف لائے۔

آپؐ کی عادت مبارک تھی کہ لشکر کے آخری حصے میں ہوتے تھے۔ آپؐ کو دیکھ کر اس منافق نے اپنے بیٹے کی شکایت کی۔ آپؐ نے ان سے پوچھا کہ اسے کیوں روک رکھا ہے؟ انہوں نے کہا قسم ہے اللہ کی جب تک آپ کی اجازت نہ ہو یہ اندر نہیں جا سکتا۔ چنانچہ حضورؐ نے اجازت دی اب عبداللہؓ نے اپنے باپ کو شہر میں داخل ہونے دیا۔

مسند حمیدی میں ہے:

آپ نے اپنے والد سے کہا کہ جب تک تو اپنی زبان سے یہ نہ کہے کہ رسول اللہؐ عزت والے ہیں اور میں ذلیل تو مدینہ میں نہیں جا سکتا اور اس سے پہلے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہؐ اپنے باپ کی ہیبت کی وجہ سے میں نے آج تک نگاہ اونچی کر کے انکے چہرے کو بھی نہیں دیکھا لیکن آپ اگر اس پر ناراض ہیں تو مجھے حکم دیجئے ابھی اسکی گردن حاضر کرتا ہوں کسی اور کو اسکے قتل کا حکم نہ دیجئے ایسا نہ ہو کہ میں اپنے باپ کے قاتل کو اپنی آنکھوں سے چلتا پھرتا نہ دیکھ سکوں۔

مال اور اولاد کی محبت اور اللہ کے ذکر سے غفلت:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ ...

اے مسلمانو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دے۔

اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ بکثرت ذکر اللہ کیا کریں اور تنبیہ کرتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ مال و اولاد کی محبت میں پھنس کر ذکر اللہ سے غافل ہو جاؤ۔

... وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ (٩)

جو ایسا کریں وہ بڑے ہی زیاں کار ہیں'

فرمایا کہ جو ذکر اللہ سے غافل ہو جائے اور دنیا کی زینت پر ریجھ جائے' اپنے رب کی اطاعت میں سست پڑھ جائے وہ اپنا نقصان آپ کرنے والا ہے۔

وَأَنفِقُوا مِن مَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ ...

اور جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے ہماری راہ میں اس سے پہلے خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے تو کہنے لگے

... رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُن مِّنَ الصَّالِحِينَ (١٠)

اے میرے پروردگار مجھے تو تھوڑی سی دیر کی مہلت کیوں نہیں دیتا کہ میں صدقہ کروں اور نیک لوگوں میں سے ہو جاؤں۔

اللہ تعالیٰ اپنی اطاعت میں مال خرچ کرنے کا حکم دے رہا ہے کہ اپنی موت سے پہلے خرچ کر لو' موت کے وقت بے کسی دیکھ کر نادم ہونا اور امیدیں باندھنا کچھ نفع نہ دے گا' اس وقت چاہے گا کہ تھوڑی سی دیر کے لیے بھی اگر چھوڑ دیا جائے تو جو کچھ نیک عمل ہو سکے کر لے اور اپنا مال بھی دل کھول کر راہ اللہ دے لے' لیکن آہ اب وقت کہیں؟ آنے والی مصیبت آن پڑی اور نہ ٹلنے والی آفت سر پر کھڑی ہو گئی۔ اور جگہ فرمایا:

وَأَنذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخِّرْنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ أَوَلَمْ تَكُونُوا أَقْسَمْتُم مِّن قَبْلُ مَا لَكُم مِّن زَوَالٍ **(14:44)**

لوگوں کو ہوشیار کر دے جس وقت انکے پاس عذاب آ جائے گا تو ظالم کہنے لگیں گے اے ہمارے رب ہمیں تھوڑی سی مہلت مل جائے تا کہ ہم تیری دعوت قبول کر لیں اور تیرے رسول کی اتباع کریں۔

اس آیت میں تو کافروں کی مذمت کا ذکر ہے۔

دوسری آیت میں نیک عمل میں کمی کرنے والوں کے افسوس کا بیان اس طرح ہوا ہے:

حَتَّى إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحاً **(100-23:99)**

ان میں کسی کو موت آنے لگتی ہے تو کہتا ہے میرے رب مجھے لوٹا دے تو میں نیک عمل کر لوں۔

وَلَن يُؤَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا ...

جب کسی کی مدت عمر پوری ہو جائے پھر اسے اللہ تعالیٰ ہرگز مہلت نہیں دیتا۔

وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (١١)

اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ تعالیٰ بخوبی باخبر ہے۔

یہاں فرماتا ہے کہ موت کا وقت آگے پیچھے نہیں ہوتا۔

اللہ خبر رکھنے والا ہے کہ کون اپنے قول میں صادق ہے اور اپنے سوال میں حق بجانب ہے۔ یہ لوگ تو اگر لوٹائے جائیں تو پھر ان باتوں کو بھول جائیں گے اور وہی کرتوت کرنے لگ جائیں گے جو اس سے پہلے کرتے رہے۔

ترمذی میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے:

ہر وہ شخص جو مالدار ہو اور اس نے حج نہ کیا ہو یا زکوٰۃ نہ دی ہو وہ موت کے وقت دنیا میں واپس لوٹنے کی آرزو کرتا ہے۔ ایک شخص نے کہا حضرت اللہ کا خوف کیجئے واپسی کی آرزو تو کافر کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جلدی کیوں کرتے ہو قرآن فرماتا ہے پھر آپ نے پورا رکوع تلاوت کر سنایا۔

ابن ابی حاتم میں ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ کے سامنے صحابہؓ نے زیادتی عمر کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا:

جب اجل آجائے پھر منوخر نہیں ہوتی زیادتی عمر صرف اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو نیک صالح اولاد دے جو اسکے مرنے کے بعد اسکے لیے دعا کرتی رہے۔

© Copy Rights:
Zahid Javed Rana, Abid Javed Rana
Lahore, Pakistan
www.quran4u.com